OPEN ACCESS
Iḥyāʾ alʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

Iḥyāʾ alʿulūm, Vol.:22, Issue,1: Jan-Jun 2022
PP: 87-103

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے لغوی استشہادات کے اسالیب اور نتائج فکر کا جائزہ

Review of the methods and results of the literal arguments of Sheikh Abdul Haq Mohaddis Dehlavi

Shams Tabraiz
Ph.D Scholar, Department of Arabic & Islamic studies, Govt. College University Lahore
Dr. Muhammad Naeem Anwer
Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic studies, Govt. College University Lahore

Abstract

The language is one of the most important source of commentary. This is argued in the exegesis of the Qur'an and the hadiths of the Prophet. The forerunners of the narrators of the hadiths have argued from this in the interpretation of the hadiths. Sheikh Abdul Hag Mohaddis Dehlavi in his commentary on the hadiths has deduced jurisprudential issues by adopting the style of arguments from the Arabic language. There is no denying the importance of reasoning from the language in explaining the hadiths but it is not the right way to ignore other sources while acknowledging it as the only source. The Arabic language is an authentic source in the hadith. The reason for this is that Arabic is a broad language in which a word is used for many meanings and a sentence can have many meanings. Therefore, a meaning based on a dictionary alone becomes a cause of error. Sheikh 'Abdul-Haq has deduced the jurisprudential issues from the Arabic language in the commentary of the hadith in Asha'a al-Lama'at and Lama'at.

***Key Words**: Language, Hadith, Sheikh Abdul Haq, Ashia al Lamaat, Lamaat ul Tanqeeh.*

موضوع کا تعارف

لغت تفسیری ماخذ میں سے ایک اہم ماخذ ہے جس سے تفسیر قرآن اور احادیث رسول ﷺ میں استدلال کیا جاتا ہے۔اسلاف محدثین نے شروح احادیث میں مسائل کے استنباط میں اس سے خوب استدلال کیا ہے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی شروح احادیث میں لغت سے استشہاد کا اسلوب اختیار کر کے فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے۔توضیح احادیث میں لغت سے استدلال کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں لیکن اس کو واحد ماخذ تسلیم کرتے ہوئے دیگر ذرائع کو نظر انداز کرنا درست روش نہیں۔ایضاح حدیث میں لغت عرب ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان ایک وسیع زبان ہے جس میں ایک لفظ کئی معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ایک جملے کے کئی معانی ہو سکتے ہیں لہٰذا صرف لغت کی بنیاد پر ایک معنی کا مفہوم مغالطہ کا سبب بھی بن جاتا ہے۔شیخ عبدالحق نے حدیث کی شروح اشعۃ اللمعات اور لمعات التنقیح میں لغت عرب سے استشہاد کر کے فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے۔ذیل میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے لغوی استشہادات کے اسالیب اور نتائج فکر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

شیخ خداج لفظ سے ناقص نماز کا مسئلہ مستنبط کرتے ہیں۔حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"أن سعد بن عبادة أتى النبى صلى الله عليه وسلم برجل كان فى الحى مخدج سقيم فوجد على أمة من إماءئم بخبث بها فقال النبى صلى الله عليه وسلم : " خذوا له عثكالا فيه ماء ة شمراخ فاضربوه ضربة " . رواه فى شرح السنة وفى رواية ابن ماجه نحوه [1]

سعد بن عبادہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لائے جو قبیلہ میں ناقص الخلقۃ بیمار تھا وہ ان کو لونڈیوں میں سے ایک لونڈی پر بدکاری کرتے پایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک بڑی شاخ لو جس میں سو چھوٹی شاخیں ہوں ایک بار مار دو۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"مروی ناقص خلقت و اصل حذاج زادن بچه پیش از مدتو در حدیث آمده است که ہر نمازی که ہر خواند نشود در وی فاتحة الکتاب وی خداج است یعنی ناقص است "[2]

اصل میں خداج کا معنی ہے بچے کا مدت سے پہلے پیدا ہونا، حدیث میں آیا ہے کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ خداج یعنی ناقص ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں شیخ نے لفظ "خداج" سے نماز کے ناقص ہونے کا استدلال کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ

إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد حتى جلس إلى النبي ﷺ فأسند ركبتيه إلى ركبتيه ووضع كفيه على فخذية وقال : يا محمد أخبرني عن الإسلام قال : " الإسلام : أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وتقيم الصلاة وتؤتي الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا " [3]

ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے ان پر آثار سفر ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے کوئی انہیں پہنچانتا بھی نہ تھا یہاں تک کہ حضور کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور کے گھٹنوں سے ملائے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور عرض کیا: اے محمد ﷺ مجھے اسلام کے متعلق بتائے۔فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو رمضان کے روزے رکھو اور کعبہ کا حج کرو اگر تم اس کی استطاعت رکھتے ہو۔

شیخ لفظ "اسلام" کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"الاسلام لغة الاستسلام والطاعة والانقياد عن طوع و رغبة و فى الشرع الانقياد الى الاعمال الظاہرة"[4]

اسلام لغت میں تسلیم کر لینا مان لینا ہے۔رغبت اور خوشی سے جھک جانا اور شریعت میں اسلام سے مراد اعمالِ ظاہرہ ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث میں وارد لفظ اسلام کا معنی اعمال ظاہرہ کیا ہے۔

حدیثِ جبریل کے تحت "توتی الزکوۃ" کے تحت "الزکوۃ" کا لغوی معنی واصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں:

"الزكاة فى اللغة النما والتطهر لانه ينمى الاموال بالبركة "[5]

"زکاۃ" کا لغوی معنی ہے بڑھنا اور پاک ہونا اور شریعت میں اس سے مراد غریبوں کو جو مال دیا جاتا ہے، وہ ایک سال تک اپنے نصاب کو پہنچ جاتا ہے۔یا پھر اس کے حال میں برکت پڑ جاتی ہے۔

شیخ لکھتے ہیں کہ عمل کے ذریعے خدا کا قرب تلاش کیا جائے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبیؐ کو فرماتے ہوئے سنا:

"إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فإنه من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لى الوسيلة فإنها منزلة فى الجنة لا تنبغى إلا لعبد من عباد الله وأرجو أن أكون أنا هو فمن سأل لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة . رواه مسلم "[6]

جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جو وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیوں کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک جگہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک کے ہی لائق ہے مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔تو جو میرے لیے وسیل مانگے اس پر میری شفاعت لازم ہے۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"وسیله درلغت بسبب ودستاویزتوسل نزدیکی جشن بچیزے وسیله کردبخداوتوسل کردبسوی خدایعنی تقرب صبت بسوی اوبعمل ومرادبوسیله که بسوال آں برای پیغمبرامرواقع شده قرب درگاه عزت وعلودرجه نزداوست"[7]

لغت میں وسیلہ سبب اور دستاویز کو کہتے ہیں۔توسل کا معنی ہے کسی چیز کے ذریعے نزدیکی ڈھونڈنا۔وسیلہ کرد بخدا اور وسیلہ کرد بسوئے خداء کا معنی ہے۔عمل کے ذریعے خدا کا قرب تلاش کیا۔یہاں وسیلہ سے مراد جس کے سوال کا حکم رسول اللہ ﷺ کے لئے ہوا ہے۔اللہ جل جلالہ و عزشانہ کے حضور اور اس کی درگاہ عزت وعلو میں اس قرب کا سوال ہے جو آپ کو عطا ہو گا۔

شیخ نے مذکورہ بالا حدیث میں لفظ وسیلہ کا معنی سبب بیان کیا ہے اور نتیجتا بیان کیا ہے کہ عمل کے ذریعے خدا کا قرب ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے:

"نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الترجل إلا غبا . رواہ الترمذی وأبو داود والنسائی"[8]

رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع کیا ہے مگر گاہے گاہے۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"کہ غب درود شتران است بر آب روزی و ترک کردن روز دیگر و نقل کردہ اند از ایں جا در زیارت طناں چہ در حدیث آمدہ است در غبا اگر چہ بعد از چند روز بیاید می گویند غبر الرجل وقتے کہ بیاید بعد از ایام و از حسن بصری آمدہ کہ بیاید در ہر ہفتہ و در قموس زنہز گفتہ کہ غب در زیارت آمدن در ہر افتہ و تر تب آمدن روز درمیان چناں ہ در آب و اوں شتر انتہی و ہم چنیں در عیادت مریض و خوردن گوشت و بعضے گفتہ اند کہ غب در آب واوں شتر روز درمیان و در غیر وی فعل یک روز و ترک چند روز قضا فی مجمع البحار "[9]

غب کا معنی ہے اونٹوں کا ایک دن پانی پر جانا اور ایک دن نہ جانا۔ اسی معنی سے یہ لفظ زیارت کے لئے نقل کیا گیا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ (زر غبا) گاہے گاہے زیارت کیا کرو، اگرچہ چند دن کے بعد آئے، کہتے ہیں (خب الرجہ) جب کہ وہ چند دنوں کے بعد آئے۔ حضرت حسب بصریؒ سے منقول ہے کہ کہ ہر ہفتے میں آئے، قاموس میں ہے کہ زیارت کے بارے میں (غب) کا معنی ہے کہ ہر ہفتے میں آنا۔ تپ کے بارے میں کہا جائے گا تو مطلب یہ ہو گا کہ ایک دن چھوڑ کر آنا ہے جیسے اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اسی طرح مریض کی عیادت اور گوشت کھانے کے بارے میں (یہ مطلب ہوتا ہے کہ ایک دن چھوڑ کر کھایا جائے۔ بعض علماء نے کہا کہ اونٹوں کو پانی پلانے کے سلسلے میں غب کا معنی ہے۔ ایک دن چھوڑ کر پلاتا اس کے علاوہ دوسرے کاموں کے بارے میں استعمال کیا جائے تو معنی ہو گا ایک دن کام کرنا اور چند دن ترک کرنا۔ اسی طرح مجمع البحار میں ہے۔

شیخ نے مذکورہ بالا حدیث میں لفظ "غب" کا معنی بیان کیا ہے کہ اونٹوں کا ایک دن پانی پر جانا اور ایک دن نہ جانا۔ اور اس سے نتیجہ اخذ کیا ہے کبھی کبھی زیارت کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لا تجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم " رواه أبو داود [10]

تم اہلِ قدر کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان سے فیصلے کرواؤ۔

اس حدیث کے تحت صرفی بحث کرتے ہوئے "تفاتحوھم" کا معنی حکم مراد لیتے ہیں۔

ای لا تحاکموھم مفاعلة من الفتح بمعنی الحکم کما فی قولہ تعالیٰ ربنا فتح بیننا و بین قومنا علی وجہ و یقال للقاضی فتاح والفتح یجیء بمعنی ۔[11]

یعنی تم ان سے فیصلے نہ کرواؤ۔ یہ باب مفاعلہ سے ہے۔ الفتح بمعنی "حکم" جس طرح کہ اللہ کا فرمان ہے کہ "اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما" اور قاضی کو "فتاح" کہا جاتا ہے اور فتح کبھی کبھی "حکم" کے معنی میں آتا

ہے۔ اس حدیث میں "تقاتحوھم" کو باب مفاعلہ میں سے لاکر ان کا معنی فیصلہ کروانا لیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

"ليس على المنتهب قطع ومن انتهب نهبة مشهورة فليس منا". رواه أبو داود [۱۲]

لٹیرے پر ہاتھ کٹنا نہیں اور جو ظاہر ظہور لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"و کسی که نهب کند نهب کردنی مشهور یعنی آشکارا که مردمی نگرند دران پس نیست آں کس از ما و برطریقه ما و ظاهر این عبارت در حمل نهبه است بر معنی غارت اماں شراح معنیٰ از غنیمت را نیز را داده اند" [۱۳]

کیوں کہ لوٹ مار میں علی الاعلان غلبے سے مال ہتھیایا جاتا ہے اور چوری میں خفیہ طور پر مال حاصل کیا جاتا ہے ڈاکے کی سزا قتل ہے یا سولی پر لٹکانا یا مختلف جہتوں سے ہاتھ پاؤں کاٹنا جیسے کہ قرآن مجید میں ہے۔ نہب کا معنی ہے مالِ غنیمت بھی آیا ہے اس لحاظ سے معنی ہو گا مالِ غنیمت میں سے چوری کرنے والا، اگر اس معنی پر محمول کریں تو اس ہاتھ اس لئے نہیں کاٹا جائے گا کہ مالِ غنیمت میں اس کا بھی حصہ ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا کہ جنگ میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

کسی شخص سے اعلانیہ طور پر مال چھیننے کو نہب کہا جاتا ہے۔ شیخ نے نہب کا معنی مال غنیمت بھی لیا ہے جس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ مال غنیمت میں سے مال چرانے والا اس لحاظ سے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ مال غنیمت میں سے اس کا بھی حصہ ہے۔

شیخ کے نزدیک تقویٰ اور ورع ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے فرمایا:

"يا أبا ذر لا عقل كالتدبير ولا ورع كالكف ولاحسب كحسن الخلق" [۱٤]

اے ابوذر تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور بچنے جیسا کوئی تقوی نہیں اور اچھے اخلاق جیسا کوئی نسب نہیں۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ورع پرہیز گاری است و تقویٰ ہم بایں معنی و بعضے متبرع را بالا تراز متقی دارند و گویند تقویٰ پرہیز از محرمات و تورع از مکروہات و شبہات نیز و ثصوان آں است که ہر دو بیک معنی اند و درکلام قوم ہم چنیں واقع شدہ پس می فرماید نیست ورع کامل مانند کف" [۱۵]

تقویٰ اور ورع ایک ہی شے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک متورع متقی سے افضل ہوتا ہے کیوں کہ تقویٰ صرف محرمات سے پرہیز ہے اور ورع میں مکروہات اور مشتبہات سے بھی بچا جاتا ہے۔ صواب یہی ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہے اور قوم کے محاورات میں اس طرح مستعمل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم أتي بصبي فقبله فقال: " أما إنهم مبخلة مجبنة وإنهم لمن ريحان الله". رواه في " شرح السنة " [۱٦]

نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے چوما پھر فرمایا کہ یقینا بخیل اور بزدل بنانے والے ہیں اور یہ

اللہ لے اعلیٰ رزق میں سے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"بدرستی که اولاد به تحقیق از رزق و نعمت خدا اند که بفضل خود بخشیده و عطا نموده است مشتق از رو بفتح بمعنی انتعاش که رزق موجب آں است قوله تعالیٰ فروح و ریحان و رحمة و رزق یا مراد رحان است که از مشمومات است که بوس کرده می شود وبے بردا می شود اذاں "[۱۷]

یہ اللہ کی ان نعمتوں میں سے ہیں جو اپنے خصوصی فضل سے عطا کرتا ہے۔ ریحان روح سے مشتق ہے جس کا معنی عیش و عشرت ہے اور رزق اس کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (فروح و ریحان) اس سے مراد رزق اور رحمت ہے یا یہ ریحان سے مراد وہ پھول وغیرہ ہیں جن کو سونگھنے سے خوشبو آتی ہو۔

شیخ نے مذکورہ بالا حدیث کی توضیح میں ریحان کو روح سے مشتق مان کر اس کا معنی عیش و عشرت مراد لیا ہے اور رزق کو اس کا سبب قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"أن النبی صلی الله علیه وسلم نہی عن بیع الکالیء بالکالیء . رواه الدارقطنی "[۱۸]

نبی ﷺ نے ادھار کی بیع ادھار سے کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"که آنحضرت ﷺ نہی کرد ازبے نصیحه به نصیحه ینعی دین به دین کالی بہمزه و بی ہمزه نیز آمده از کلا بمعنی تاخر و تفسیه کالی به کالی بعیں کرده اند که بخردم دجیزی تااجل معلوم و چوں آمد اجل نے آفت ثمن را که ادا کند پس بگوید بائع را بفروش ا یں را بمن باجل دیگر بزیادت چیزی پس بفروشد آں را بی تقابض و اصل این نہی ازبے مالم یقبض است "[۱۹]

کالی ہمزہ کے ساتھ بھی آیا ہے، یہ کُلا سے ماخوذ ہے جس کا معنی مؤخر ہونا ہے، ادھار کی ادھار سے بیع کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ ایک شخص کوئی چیز ایک مدت کے ادھار پر خریدتا ہے، وقتِ معین آنے پر اس کے پاس ادائی کے لیے قیمت نہیں ہے، وہ بائع کو کہتا ہے کہ تم میرے پاس یہی چیز ایک دوسری مدت کے لیے ادھار پر فروخت کر دو اور قیمت میں کچھ اضافہ کر دو، تو وہ اس چیز کو قبض کیے بغیر زائد قیمت پر فروخت کر دیتا ہے (یہ ناجائز ہے) اصل میں یہ قبض سے پہلے بیع کرنے سے ممانعت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

"عشر من الفطرة : قص الشارب وإعفاء اللحیة والسواک واستنشاق الماء وقص الأظفار وغسل البراجم ونتف الإبط وحلق العانة وانتقاص الماء) یعنی الإستنجاء - قال الراوی : ونسیت العاشرة إلا أن تکون المضمضة .----الخ "[۲۰]

دس چیزیں نبیوں کی سنتوں میں سے ہیں۔ مونچھ کٹانا، داڑھی بڑھانا، مسواک، ناک میں پانی لینا، ناخن کٹانا، پورے دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، استنجا کرنا، راوی کہتے ہیں میں دسویں بات بھول گیا ممکن ہے کلی ہو۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"قص الشارب احفاپست گردانیدن موی لب ست واختلاف درحداحفاست که چه مقدارست وروایت کرده شده است ازامام ابوحنیفه که شارب بمقدارابروبایدوغازیان رازیاده گذاشتن نیزآمده است که باعث ہیبت درچشم اعداء است"[۲۱]

اخفاء کا معنی ہے لبوں کے بال پست کرنا پھر پست کرنے کی حد میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت ہے کہ ابرد کے بالوں کے برابر لبیں ہونی چاہئیں مگر غازی اور مجاہد کے لئے لبیں بڑھانا جائز ہے تاکہ دشمنوں کی نگاہ میں پُر ہیبت نظر آئیں۔

اخفاء کے معنی سے استشہاد کیا ہے کہ مونچھیں پست رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن حالت جہاد میں دشمنوں پر رعب جمانے کے لئے بڑی مونچھیں رکھنے کی اجازت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

"ثلاث جدہن جد وہزلہن جد : النکاح والطلاق والرجعة " . رواه الترمذی وأبو داود وقال الترمذی : ہذا حدیث حسن غریب [۲۲]

تین چیزیں وہ ہیں جن کا ارادہ بھی ارادہ ہے اور مذاق بھی ارادہ۔ نکاح، طلاق اور رجوع۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"یعنی اگر این سه چیزبجدگویدواقع وثابت می شودوسعتی جددرستی وکوشیدن درکاری ومراداین جاآں ست که معنی لفظ که موضوع ست برای آں مرادواردچناں که نکحت گویدیاطلقت گویدومعنی آں مرادواردوہزل آں که بگوید"[۲۳]

یعنی یہ تین چیزیں سنجیدگی سے بھی واقع ہو جائیں گی اور مزاح سے بھی، جد کا معنی درستی اور کسی کام میں کوشش کرنا ہے۔ اس جگہ مطلب یہ ہے کہ لفظ جس معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کا ارادہ کرے مثلاً کہے (نکحت) میں نے نکاح کیا یا کہے (طلقت) میں نے طلاق دی اور اس کے معنی کا ارادہ کرے اور ہزل یہ ہے کہ اس کے معنی کا ارادہ نہ کرے۔

احتکار حکر سے بنا بمعنی ظلم وبد صحبتی، شریعت میں انسان یا جانور کی غذاؤں کا ذخیرہ کر لینا احتکار کہلاتا ہے۔ تنگی کے زمانہ میں احتکار ناجائز ہے، فراخی میں جائز یعنی اگر انسان یا جانور بھوکے مر رہے ہیں، بازار میں یہ چیزیں ملتی نہیں مگر یہ ظالم اور زیادہ مہنگائی کے انتظار میں اشیاء ضرورت کا ذخیرہ کیے بیٹھا ہے، یہ جرم ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"غلا السعر علی عہد النبی صلی الله علیه وسلم فقالوا : یا رسول الله سعر لنا فقال النبی صلی الله علیه وسلم : " إن الله ہو المسعر القابض الباسط الرازق وإنی لأرجو أن ألقی ربی ولیس أحد منكم یطلبنی بمظلة بدم ولا مال " . رواه الترمذی وأبو داود وابن ماجه والدارمی [۲۴]

نبی ﷺ کے زمانہ میں بھاؤ چڑھتے گئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بھاؤ مقرر فرمادیں تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا بھاؤ مقرر کرنے والا اللہ ہے جو تنگی وفراخی فرمانے والا روزی رساں ہے۔ میری آرزو ہے کہ اپنے رب سے اس طرح ملوں کہ تم میں سے کوئی مجھ سے خونی یا مالی ظلم کا مطالبہ نہ کر سکے۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"بدراستے کہ من ہر آئینه امید می دارم که پیش آیم پر وردگار خود را در خالی که نیست ہیچ یکی از

شما که طلب می کند مرا ہیچ ظلمی که بخون است یا بمالِ مظلمه آنطه طلب کنی از ظالم از آنچه گرفته است از تو بنا حق دی دربننہی است از نرخ نہادن که آں تصرف است در اموالِ مردم بی اذن ای شاں و ظلم کردن است در حق ایں شاں و گاہی می کشد بامتناع ازبے و ایں مودی می گردد بقحط مر اد آں است که تکلیف کردہ شوند مردم تسعیر و تعیین و الزام کردہ نشوند بدان و لیکن امر کردہ شوند بانصاف و شفقت بر خلق و نصیحت بخلق "[۲۵]

مظلِمَۃ لام کا کسرہ زیادہ مشہور اور فصیح ہے، اس پر ضمہ اور فتحہ بھی پڑھا گیا ہے، وہ چیز جو کسی نے ظلماً چھین لی اور مظلوم اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریٹ مقرر کرنا ممنوع ہے کیوں کہ یہ لوگوں کے اموال میں ان کی اجازت کے بغیر تصرف ہے اور ان کے حق میں ظلم ہے، بعض اوقات اس کی وجہ سے لوگ مال بیچنے سے ہاتھ روک لیتے ہیں اور مصنوعی قحط پیدا ہو جاتا ہے، مطلب یہ کہ لوگوں کو معین ریٹ کا پابند نہ کیا جائے اور انھیں مجبور نہ کیا جائے، ہاں انھیں حکم دیا جائے کہ مخلوقِ خدا سے انصاف، شفقت اور خیر خواہی سے پیش آئیں۔

احتکار کا مادہ حکر ہے جس کا معنی ہے ظلم اور بد بختی۔ شریعت میں انسان یا جانوروں کی غذاؤں کا ذخیرہ کر لینا احتکار کہلاتا ہے۔ تنگی کے زمانے میں احتکار کرنا ناجائز ہے۔، فراخی میں جائز ہے۔

حضرت عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک دن میرے آنے پہ ارشاد فرمایا:

"مرحبا بالراکب المہاجر". رواہ الترمذی[۲۶]

خوش آمدید مہاجر سوار۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"مرحبا بسواری که ہجرت اورد و رحب مکان فراخ را گویند و ایں دعا است بخوش آمدن و خوش حال رسیدن و سیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبد اللہ آوردہ که چوں آنحضرت عکرمه بن ابی جہل رادید به ایستاد و بجانب او رفت و اعتناق کرد و فرمود مرحبا بالراکب المہاجر و عکرمه بن ابی جہل شدید العداوۃ بود بآنحضرت چناں که پدرش و فارس مشہور بود یگر یخت روزِ فتح و پوست بیمن پس رفت بسوی وے زن وی امِ حقین بنت الحارث کہپ برادر زادہ ابو جہل بود آورد او را نزد آنحضرت واسلام آورد دیے کو شد اسلام او و طلب استغفار کرد از آنحضرت از آں چه گزشته بود مرا در مناقب و فضائل است و ذکر ایں حدیث دریں باب باعتبارے مناسبت تربیب استمر مسافارا "[۲۷]

"رحب" کشادہ جگہ کو کہتے ہیں، یہ ایسے کلمات ہیں جو خوشی و فرحت کے موقع پر کہے جاتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں حضرت مصعب بن عبد اللہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب نبیِ مکرم ﷺ نے عکرمہ کو دیکھا تو ان کی طرف استقبال کے لئے بڑھے، گلے لگایا اور فرمایا: اے ہجرت کرنے والے! خوش آمدید۔ عکرمہ بن ابی جہل حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے باپ کی وجہ سے شدید عداوت رکھتا تھا، مشہور شہسوار تھا۔ فتح مکہ کے دن بھاگ کر یمن چلا گیا۔ بعد میں ان کی بیوی امِ کلیم بنت الحارث حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئیں، اسلام لائیں اور مخلص ترین مسلمان بن گئیں اور اپنے خاوند کے لئے حضور ﷺ سے تمام غلطیوں پر معافی مانگ لی۔ آپ نے ان کو پناہ دے دی۔ ان کے بہت سے مناقب و فضائل ہیں۔ اس حدیث کو یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ خوش آمدید کہنے کو مصافحہ کے ساتھ نسبت ہے۔

ولیمہ ولم سے بنا۔ بمعنی ملنا جمع ہونا، اسی سے التیام زخم کا بھر جانا مل جانا نکاح کے بعد جو دعوت طعام دی جاتی ہے اسے ولیمہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی خاوند بیوی ملنے کی دعوت ہے۔ حق یہ ہے کہ ولیمہ سنت ہے۔ شب عروسی کے بعد کیا جائے۔ بہتر ہے کہ زفاف کے سویرے کو ہو۔ امام مالک کے ہاں ایک ہفتہ اندر اندر کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

"إذا دعى أحدكم إلى الوليمة فليأتها. متفق عليه . وفي رواية لمسلم : فليجب عرسا كان أو نحوه"[۲۸]

جب تم میں سے کوئی ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو وہاں جائے۔ اور مسلم کی روایت یہ ہے کہ ولیمہ ہو یا اس کی مثل اسے قبول کرے۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"چوں خوانده شودیکے ازشمابسوی ولیمه پس بایدکه آں رابابیداجابت دعوت ہمیشه ست ومستحب ست غالبادرولیمه اجابت او کدست وبعضے گفته انداجابت ولیمه اجابت ست وبعضے فرض کفایه گفته اندوساقط می شود"[۲۹]

دعوت کا قبول کرنا خواہ کسی موقع پر ہو، سنت اور مستحب ہے، غالباً ولیمہ میں زیادہ تاکید ہے۔ بعض علماء نے فرمایا دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے۔ بعض نے فرض کفایہ کہا، چند چیزوں کی بنا پر وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

ولیمہ ولم سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ملنا۔ جمع ہونا نکاح کے بعد خاوند اور بیوی کے ملنے کی دعوت ولیمہ ہے۔

زیر استعمال اشیاء میں تصویر جائز نہیں البتہ فرش پر ہو تو جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"أنها كانت على سهوة لها سترا فيه تماثيل فهتكه النبى صلى الله عليه وسلم فاتخذت منه نمرقتين فكانتا في البيت يجلس عليهم"[۳۰]

انہوں نے اپنے ایک طاق پر پردہ ڈالا جس میں تصویریں تھیں تو نبی ﷺ نے اسے پھاڑ دیا پھر انہوں نے گھر میں دو تکیے بنا لیے جن پر حضور ﷺ بیٹھتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ایں حدیث بظاہر بحدیث سابق منافات دارد زیرا که از حدیث سابق معلوم شد که تصویر بر وساده مانع است از دخول ملائکه اگرچه حرام نباشد پس گزاشتن نمرکتین در بیت چگونه باشد جوابش می گویند که ایں تماثیل صور محرمه که صور حیوانات است بنود و حدت ستر از جہت آں است که در حدیث بیاید که خدا تعالیٰ نفرموده است که سنگ و گل را بجامه ببوشیم و اگر فرزن صور محرمه بود سر ہای آں از نمرکتین بریده شده بود و بعضی گفته اند مانع ہتک قطع و محو صور است که در وی بودند "[۳۱]

بظاہر یہ حدیث گذشتہ حدیث کے منافی ہے کیوں کہ حدیثِ سابق سے معلوم ہوا کہ تکیے پر بنی ہوئی تصویر فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہے۔ اگرچہ حرام نہیں ہے لہٰذا دو تکیوں کا گھر میں رکھنا کس بنا پر ہو گا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ تصویریں ایسی نہ تھیں جو کہ حرام ہیں یعنی جانوروں کی تصویریں نہ تھیں۔ پردے کو پھاڑنے کی وجہ آئندہ حدیث سے معلوم ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑے سے ڈھانپیں اور اگر بالفرض وہ حرام تصویریں تھیں۔ تو ان

کے سر کاٹ دیئے گئے تھے۔ بعض شارحین نے کہا کہ ہتک کا معنی کاٹنا اور ان تصویروں کا مٹانا ہے جو اس کپڑے میں تھیں۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

"استوصوا بالنساء خيرا فإنهن خلقن من ضلع وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه فإن ذهبت تقيمه كسرته وإن تركته لم يزل أعوج فاستوصوا بالنساء "[٣٢]

بیویوں کے متعلق نیکی کی وصیت قبول کرو کیوں کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور یقینا پسلی کا ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر کا ہے تو اگر اسے سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ دو گے اور اگر چھوڑ دو تو ٹیڑا رہے گا۔ لہٰذا عورتوں کے متعلق وصیت قبول کرو۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"وصيت كنيدبزنان نيكى راياقبول كندوصيت مراكه درحق ايشان مى كنم ياطلب كنيدوصيت راازنفسهاى خودوصيت عهدوايضاووصيت استيصاء عهدكردن وفى الصراح وصيت اندازوايصاد توصيت انازكردن"[٣٣]

یا یہ معنی ہے کہ عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو یا یا مطلب ہے کہ اپنے آپ سے وصیت طلب کرو (استفعال کا سین اور تاء طلب کے لئے ہے) وصیت کا معنی عہد ہے۔ ایصاء، توصیت، اور استیصا کا معنی عہد کرنا ہے۔ صراح میں ہے وصیت نیکی کی نصیحت اور ایصاء نیکی کی وصیت کرنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

خدمت النبي ﷺ عشر سنين فما قال لي : أف ولا : لم صنعت ؟ ولا : ألا صنعت ؟ متفق عليه[٣٤]

میں نے نبی ﷺ کی دس برس خدمت کی مگر آپ ﷺ نے مجھ سے نہ اف کہا اور نہ یہ فرمایا تم نے یہ کام کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا۔

اس حدیث کا ترجمہ کرنے کے انداز سے اس کا مفہوم اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے، شیخ عبدالحق اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

گفت انس خدمت كردم آں حضرت راده سال ودرہمان ايام كه حضرت بمدينه ہجرت كردندمادرانس وبعضى خويشان وى ازانصاراورادرملازمت آں حضرت آوردندوخدمت گذاشتندووہى ہشت ياده ساله بوداختلاف است وده سال كه مدت اقامت آں حضرت ﷺ بمدينه بود خدمت كردومى گويدانس درين مدت كه خدمت كردم فماقال لى اف پس نگفت آں حضرت مراافبضم ہمزه وتشديدف مكسوره ممنون وغيرممنون كلمه ايست كه دلالت داردبركراہت وبرزجرودولتنگى وبانگ كردن برديدن امرے مكروه ولالم صنعت ونگفت آں حضرت مراچراكردى ايں كارراولالاصنعت ونگفت چراں كردى ايں كارراىعنى درانچه متعلق بخدمت گارى دنياباشدنه دراموردين واين دلالت داردبركمال سماحت وحسن خلق آں حضرت ﷺ وطيبى گفت كه درين مدح انس ست مرخودراكه ہرگزكارى نكردم كه آں حضرت ﷺ برمن اعتراض متوجه گردوپوشيده نماند كه معنى اول انسب واوفق است بمقام نعم متضمن مدح است بكرم وشفقت آں حضرت ﷺ بروى[٣٥]

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس برس تک خدمت کی، آپ جب مدینہ ہجرت کر کے

تشریف لائے تو حضرت انس کی والدہ اور قبیلہ انصار کے ان بعض اعزہ نے حضرت انس کو آنحضرت ﷺ کی خدمت کے لئے پیش کیا ان کی عمر اس وقت آٹھ یا دس برس تھی، اس میں اختلاف ہے، لیکن اس طویل زمانہ میں جو میں نے آپ کی خدمت میں گزارا، آپ نے مجھ سے اف نہیں کہا۔ اف میں الف کو پیش ہے اور ف مشدد و مکسور ہے جو تنوین کے ساتھ بھی ادا کیا جاتا ہے اور بلا تنوین بھی، یہ لفظ کراہت پر دلالت کرتا ہے اور کسی ناگوار امر کو دیکھ کر اس کے ذریعہ زجر و توبیخ کی جاتی ہے یا چیخ کر اپنی نا پسندیدگی کا اظہار کیا جاتا ہے، اس طرح حضرت انس یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا، مطلب یہ کہ جو دنیوی خدمت حضرت انس کے سپرد تھی نہ اس کے بارہ میں اور نہ کسی دینی معاملہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے کبھی ان کو کچھ کہا سنا۔

اس سے رسول اللہ ﷺ کے حسنِ خلق کا اندازہ ہوتا ہے اور آپ کی مدح و ستائش اور شرافت و کرامت نیز حضرت انس پر لطف و شفقت کا بیان ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الوائدة والموؤدة في النار ". رواه أبو داود[۳۶]

زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن ہونے والی دونوں جہنم میں ہوں گے۔

اس حدیث کا سببِ نزول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكانت العرب فى باهليتهم يدفنون البنات حية وانما خص الوائدة بالذكر لان اكثر ما كان الواءد من النساء واستشكل الحديث با ن الوائدة تصح كونها فى النار للكفرها وفعلها فما بال المؤدةلم تكفر ولم تعمل سؤ فاضطروا فى جوابه الى توجيهات فقيل ان المؤدة فى النار لكونها من اطفال المشركين ۔[۳۷]

عرب لوگ جاہلیت میں زندہ بچیوں کو دفن کر دیتے تھے (حدیث) میں لفظ "وائدۃ" کو بالخصوص ذکر کیا گیا ہے کیوں کہ اکثر واؤ عورتوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ حدیث تو مشکل المفہوم ہو گئی ہے کیوں کہ جو "وائدہ" ہے وہ اپنے کفر اور فعل کی وجہ سے آگ میں داخل ہو گی تو "مؤدۃ" کا کیا قصور ہے، نہ اس نے کفر کیا ہے اور نہ برا فعل کیا ہے۔ اس کے جواب میں مختلف توجیہات ہیں۔ کہا گیا ہے کہ "مؤدۃ" مشرکین کے بچے ہونے کی وجہ سے جہنم کی آگ میں داخل ہوں گے۔

اس حدیث میں " وائده اور مؤده" والی حدیث کا سببِ نزول ذکر کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں زیادہ تر زندہ بچیوں کو دفن کر دیتی تھیں اس لیے نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن ہونے والی دونوں جہنم میں ہوں گے"

شیخ کا جادوگر کے قتل کے بارے میں مؤقف یہ ہے کہ نبی اکرمؐ نے شرک اور جادو کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور ان کو مہلک قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرمؐ سے روایت بیان کی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

" اجتنبوا السبع الموبقات قالوا يا رسول الله وما هن قال الشرک بالله والسحر وقتل النفس التى حرم الله إلا بالحق وأكل الربا وأكل مال اليتيم والتولى يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات "[۳۸]

سات ہلاکت کی چیزوں سے بچو لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں تو فرمایا اللہ کے ساتھ شرک، جادو کرنا، ناحق اس جان کو ہلاک

کرنا جو اللہ نے حرام کی ہو، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، جہاد کے دن پیٹھ دکھانا اور پاک دامن مومنہ بے خبر بیبیوں پر بہتان لگانا۔
اس حدیث مبارکہ کے لفظ الشرک باللہ والسحر کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"شرک آردب بخداوجادوی کردن وتعلیم وتعلم سحرنیزہمین حکم واردوبعض گویند که آموختن اوردست تادفع سحرازخودتواندکردوخیالی درحاشیه شرح عقائدگفته که سحرکردن کفرست باتفاق وجماعه ازصحابه وغیرایشان برانندکه ساحررابایدکشت وبعض می گویند که اگر سحر بموجبات کفرباشربایدکشت اگرازان توبه نکندوکہانت وتنجیم وپرسیدن کاہن ومنجم ورمل وشعبده وتعلیم کردن وفروگرفتن بران ہمه حرام ست۔"[39]

شرک اور جادو کرنا، جادو سکھانے اور سیکھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں، اپنے اوپر سے جادو کا اثر دور کرنے کے لئے اس کا سیکھنا جائز ہے۔ علامہ خیالیؒ نے حاشیہ شرح عقائد میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے متفقہ فیصلے کے مطابق جادو کرنا کفر ہے۔ بعد کے علماء نے لکھا ہے کہ جادوگر کو قتل کر دینا چاہیے۔ بعض نے کہا کہ اگر جادو کفر کی باتوں سے متعلق ہو تو اس کرنے والے کو قتل کر دینا چاہیے اگر وہ اس سے توبہ نہ کرے۔ کہانت، نجوم، کاہن و نجومی سے حالات دریافت کرنا، رمل و شعبدہ، ان کی تعلیم دینا اور اس پر اجرت لینا سب حرام ہے۔

شیخ کے نزدیک بیت لفظ کے مختلف احتمالات ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا تو جب ہم مدینہ کے گھروں سے نکل گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" كيف بك يا أبا ذر إذا كان بالمدينة جوع تقوم عن فراشك ولا تبلغ مسجدك حتى يجهدك الجوع ؟ " قال : قلت : الله ورسوله أعلم . قال : " تعفف يا أبا ذر " . قال : " كيف بك يا أبا ذر إذا كان بالمدينة موت يبلغ البيت العبد حتى إنه يباع القبر بالعبد ؟ " . قال : قلت الله ورسوله أعلم . قال : " تصبر يا أبا ذر "------- الخ. رواه أبو داود [40]

اے ابوذر اس دن تمہارا کیا حال ہو گا جب مدینہ میں عام بھوک ہو گی تم اپنے بستر سے اٹھو گے تو اپنی مسجد نہ پہنچو گے کہ تم کو بھوک مشقت میں ڈال دے گی۔ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی جانیں تو فرمایا پرہیزگار رہنا۔ اے ابوذر تمہارا کیا حال ہو گا جب مدینہ میں عام موت پھیل جائے گی کہ گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائے گا حتی کہ ایک قبر ایک غلام کے عوض بکے گی۔ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی جانیں تو فرمایا صبر کرنا۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح شیخ عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"آنکه مراد به بیت قبر است یعنی میر صد بہاے موضع قبر قیمت غلام را از بس که مردم بس یار میدند جای قبر بر مردم تنگ می گردد و بجاے میر سدکے بجاے یک قبر قیمت غلامی بدست می آید و دیگر آمد میر سد اجرت کندن قبر بقیمت بنده بجہت آنکه چون مردم --------- مگر یک بنده که غمخواری تمام اہل خانه او می کند و نوبت در تفقد احوال این شان بوے میر سد و ترتب بتطرع قول وی که فرمود "[41]

اس عبارت میں چند معانی کا احتمال ہے ایک یہ کہ یہاں بیت سے مراد قبر ہے کہ لوگ اتنی کثرت کے ساتھ فوت ہوں گے کہ جگہ قلّت کی وجہ سے مہنگی ہو گی۔ کہ ایک قبر کی جگہ ایک غلام کی قیمت میں ملے گی، دوسرا قبر کھودنے والا نہ ملے گا حتی کہ قبر کھودنے والے کی اجرت غلام کی قیمت ہو گی، کہ بیت کا معنی گھر ہی ہے یعنی اموات اتنی کثرت سے ہوں گی کہ گھر خالی ہو

جائیں گے اور ان کی قیمت غلام سے بھی سستی ہو گی اور اکثر و معروف یہی ہے کہ گھر کی قیمت غلام سے زائد ہوتی ہے۔ چوتھا یہ کہ اموات اتنی کثرت سے ہوں گی کہ گھر میں صرف ایک آدمی رہ جائے گا جو تمام اہلِ خانہ کی غم خواری اٹھائے اور ان تمام کی تکالیف اسی کو پہنچیں گی۔

مذکورہ بالا حدیث میں شیخ نے لفظ بیت کے مختلف معانی کا ذکر کیا ہے۔

نتائج بحث

توضیح حدیث میں شیخ نے لفظ "خداج" سے نماز کے ناقص ہونے کا استدلال کیا ہے۔ اسلام سے مراد لغت میں تسلیم کر لینا مان لینا ہے۔ رغبت اور خوشی سے جھک جانا اور شریعت میں اسلام سے مراد اعمالِ ظاہرہ ہیں۔ حدیث میں وارد لفظ اسلام کا معنی اعمال ظاہرہ کیا ہے۔ "زکاۃ" کا لغوی معنی ہے بڑھنا اور پاک ہونا اور شریعت میں اس سے مراد غریبوں کو جو مال دیا جاتا ہے، وہ ایک سال تک اپنے نصاب کو پہنچ جاتا ہے۔ یا پھر اس کے حال میں برکت پڑ جاتی ہے۔ لغت میں وسیلہ سبب اور دستاویز کو کہتے ہیں۔ توسل کا معنی ہے کسی چیز کے ذریعے نزدیکی ڈھونڈنا۔ شیخ نے مذکورہ حدیث میں لفظ وسیلہ کا معنی سبب بیان کیا ہے اور نتیجتا بیان کیا ہے کہ عمل کے ذریعے خدا کا قرب ملتا ہے۔

شیخ نے حدیث کی شرح میں لفظ "غب" کا معنی بیان کیا ہے کہ اونٹوں کا ایک دن پانی پر جانا اور ایک دن نہ جانا۔ اور اس سے نتیجہ اخذ کیا ہے کبھی کبھی زیارت کرنا۔ کسی شخص سے اعلانیہ طور پر مال چھیننے کو نہب کہا جاتا ہے۔ شیخ نے نہب کا معنی مال غنیمت بھی لیا ہے جس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ مال غنیمت میں سے مال چرانے والا اس لحاظ سے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ مال غنیمت میں سے اس کا بھی حصہ ہے۔ تقویٰ اور ورع ایک ہی شے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک متورع متقی سے افضل ہوتا ہے کیوں کہ تقویٰ صرف محرمات سے پرہیز ہے اور ورع میں مکروہات اور مشتبہات سے بھی بچا جاتا ہے۔ صواب یہی ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہے اور قوم کے محاورات میں اس طرح مستعمل ہے۔ شیخ نے حدیث کی توضیح میں ریحان کو روح سے مشتق مان کر اس کا معنی عیش و عشرت مراد لیا ہے اور رزق کو اس کا سبب قرار دیا ہے۔ اخفاء کے معنی سے استشہاد کیا ہے کہ مونچھیں پست رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن حالت جہاد میں دشمنوں پر رعب جمانے کے لئے بڑی مونچھیں رکھنے کی اجازت ہے۔

شریعت میں انسان یا جانوروں کی غذاؤں کا ذخیرہ کر لینا احتکار کہلاتا ہے۔ تنگی کے زمانے میں احتکار کرنا ناجائز ہے۔، فراخی میں جائز ہے۔ " وائدہ اور مؤدہ" والی حدیث کا سببِ نزول ذکر کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں زیادہ تر زندہ بچیوں کو دفن کر دیتی تھیں اس لیے نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن ہونے والی دونوں جہنم میں ہوں گے"

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] التبریزی ، محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری، اِبو عبد اللہ، ولی الدین، (المتوفی: ۷۴۱ھ-)،المکتب الاِسلامی، بیروت، مشکاۃ المصابیح، کتاب الحدود، رقم الحدیث ۳۵۷۴

Altabraizi, Muhammad bin Abdullah al Khateeb al Umri, Abu Abdullah,Wali ul din(741A.H), Almaktab ul islami, bairut, Mishkat ul Masabeeh, Kitab ul hudood, Hadith No.3574.

[2] دہلوی، محدث، شیخ عبدالحق، اشعۃ اللمعات (فارسی)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، کتاب الآداب، ۴: ۲۷۸

Dehlvi, Muhaddith, Shaikh Abdul Haq, Ashia al lamaat, Quita, Maktabah Rasheediya, Kitab ul adaab, 4:278.

[3] مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان۔ رقم الحدیث ۲

Mishkat ul masabeeh, kitab ul imaan, Hadith No.2

[4] دہلوی، محدث، عبدالحق، شیخ، (۱۰۵۲ھ) لمعات التنقیح، مقدمہ، کراچی: مکتبہ محمدیہ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱: ۶۶

Dehlvi, Muhaddith, Shaikh Abdul Haq, Lamaat ul tanqeeh, Muqaddma, Karachi: Maktabah Muhammadiya, Edition 3,1:66

[5] ایضاً

ibid

[6] مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الأذان وإجابۃ المؤذن، رقم الحدیث ۶۵۷

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul salat, Bab Fazlil azan wa ijabatul muezzin,Hadth No.657.

[7] اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، ۱: ۳۳۶

Ashia al lamaat, Kitab ul salat, 1:336

[8] مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، رقم الحدیث ۴۴۴۸

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul libas, Hadith No.4448

[9] اشعۃ اللمعات، کتاب اللباس، ۳: ۶۱۷

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul libas, 3:617

[10] مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، رقم الحدیث ۱۰۸

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul iman, babul iman bilqadr, Hadith No.108

[11] لمعات التنقیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، رقم الحدیث ۱۰۸

Lamaat ul tanqeeh, kitab ul iman, babul iman bilqadr, Hadith No.108

[12] مشکاۃ المصابیح، کتاب الحدود، باب قطع السرقۃ، رقم الحدیث ۳۵۹۶

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul hudood, bab qat issarqah, Hadith No.3596

[13] اشعۃ اللمعات، کتاب الآداب، ۴: ۲۸۵

Ashia al lamaat, Kitab ul adaab, 4:285

[14] مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الحذر والتأنی فی الأمور، رقم الحدیث ۵۰۶۶

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul adab, bab ul hazr wal taani fi al umoor, Hadith No.5066

[15] اشعۃ اللمعات، کتاب الآداب، ۴: ۱۶۵

Ashia al lamaat, Kitab ul adaab, 4:165

[16] مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب المصافحۃ والمعانقۃ، رقم الحدیث ۴۶۹۱

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul adab, bab ul musafaha wa al maaniqah, Hadith No.4691

[17] اشعۃ اللمعات، کتاب الآداب، ۴: ۲۸

Ashia al lamaat, Kitab ul adaab, 4:28

[18] مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، رقم الحدیث ۲۸۶۳

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul buyoo, bab ul munhi anha min al buyoo, Hadith No.2863

[19] اشعۃ اللمعات، کتاب البیوع، ۳: ۳۴

Ashia al lamaat, Kitab ul buyoo, 3:34

[20] مشکاۃ المصابیح، کتاب الطہارۃ، باب السواک، رقم الحدیث ۳۷۹

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul taharah, bab ul siwak, Hadith No.379

[21] اشعۃ اللمعات، کتاب الطہارۃ، ۱: ۲۲۸

Ashia al lamaat, Kitab ul taharah,1:228

[22] مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، رقم الحدیث ۳۲۸۴

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul nikah, bab ul khula wa al talaq, Hadith No.3284

[۲۳] اشعۃ اللمعات، کتاب النکاح، ۳: ۱۶۴

Ashial al lamaat, kitab ul nikah,3:164

[۲۴] مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الاحتکار، رقم الحدیث ۲۸۹۴

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul buyoo, bab ul ihtikar, Hadith No.2894

[۲۵] اشعۃ اللمعات، کتاب البیوع، ۳: ۴۳۔۴۴

Ashia al lamaat, kitab ul buyoo,,3:43-44

[۲۶] مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب المصافحۃ والمعانقۃ، رقم الحدیث ۴۶۸۴

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul adab, bab ul musafaha wa al maaniqah, Hadith No.4684

[۲۷] اشعۃ اللمعات، کتاب الآداب، ۴: ۲۵

Ashia al lamaat, kitab ul adab, 4:25

[۲۸] مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الولیمۃ، رقم الحدیث ۳۲۱۶

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul nikah, bab ul waleema, Hadith No.3216

[۲۹] اشعۃ اللمعات، کتاب النکاح، ۳: ۱۴۱

Ashia al lamaat,kitab ul nikah, 3:141

[۳۰] مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، رقم الحدیث ۴۴۹۳

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul libas, Hadith No.4493

[۳۱] اشعۃ اللمعات، کتاب اللباس، ۳: ۶۳۳

Ashia al lamaat, kitab ul libas, 3:633

[۳۲] مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء وما لکل واحدۃ من الحقوق، رقم الحدیث ۳۲۳۸

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul nikah, bab ul ishrat tul nisa wa ma likulli wahidatin min al huqooqi , Hadith No.3238

[۳۳] اشعۃ اللمعات، کتاب النکاح، ۳: ۱۴۷

Ashia al lamaat, kitab ul nikah, 3:147

[۳۴] مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم الحدیث ۵۸۰۱

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul fazael wa al shamael, babu fi akhlaqihi wa shamailihi, Hadith No.5801

[۳۵] اشعۃ اللمعات، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقہ وشمائلہ، ۴: ۵۱۸

Ashia al lamaat, Kitab ul fazael wa al shamael, babu fi akhlaqihi wa shamailihi, 4:518

[۳۶] مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، رقم الحدیث ۱۱۲

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul iman, babul iman bilqadr, Hadith No.112

[۳۷] لمعات التنقیح، رقم الحدیث ۱۱۲، ۱: ۱۷۹

Lamaat ul tanqeeh, 1:179

[۳۸] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، رقم الحدیث ۴۶

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul iman, Hadith No.46

[۳۹] اشعۃ اللمعات، ۱: ۷۹

Ashia al lamaat, kitab ul iman, 1:79

[۴۰] مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، رقم الحدیث ۵۳۹۷

Mishkat ul masabeeh, Kitab ul fitan, Hadith No.5379

[۴۱] اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، ۴: ۳۰۸

Ashia al lamaat, kitab ul fitan, 4:308